

جہانِ مفتیٔ اعظم

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم علامہ

شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی حیات طیبہ کے ہمہ جہت گوشوں کا بیش بہا خزانہ

مرتبین

- علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی
- علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی
- مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

تصحیح وتخریج

مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

شبیر برادرز

اردو بازار ○ لاہور

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی حیات طیبہ کے مہکتے گوشوں کا بیش بہا خزانہ

جہانِ مفتی اعظم

مرتبین

- علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی
- علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی
- مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

حسبِ فرمائش

- حضرت الحاج محمد سعید نوری
- حضرت الحاج محمد عیسیٰ بابا نوری
- جناب الحاج سراج الدین خان
- جناب حاجی عبد الغفار رضوی بابو بھائی

تصحیح تخریج

- مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب — جہان مفتی اعظم

مرتبین — علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی۔ علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی
مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

حسب فرمائش — حضرت الحاج محمد سعید نوری۔ حضرت الحاج محمد عیسیٰ بابا نوری
جناب الحاج سراج الدین خان۔ جناب حاجی عبدالغفار رضوی (بابو بھائی)

محرک — محمد منشا تابش قصوری:۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

ناشر — ملک شبیر حسین

تصحیح وتخریج — مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

طابع — اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

تعداد صفحات — ۱۱۷۶

تعداد اشاعت — ۵۰۰

سنہ اشاعت — ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء

قیمت — 600/-

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

''حضرت مفتی اعظم کی غیرت ملی جوش پر آ گئی۔ شیر بیشۂ سنت سے فرمایا کہ مجمع والوں سے کہیے کہ یہ پنڈت مناظرے پر آمادہ نہیں۔ تم لوگ ہماری بات نہیں مانتے تو تم سب لوگ اس پنڈت سے کہو کہ میرے ساتھ اپنی اس جلائی ہوئی آگ میں کودو۔ جو آگ سے بچ کر نکل آئے تم لوگ اس کا دین قبول کرلو۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے پوری گھن گرج کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کے اس ارشاد کو ان دیہاتیوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد ایک جوش و سرمستی کے ساتھ حضرت مفتی اعظم ہند بڑھ کر اس لیڈر کے تخت پر چڑھ گئے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے۔ چل ہم دونوں اس آگ میں کودیں۔ ہیبتِ حق سے وہ تھر تھر کانپنے لگا اور مبہوت و دم بخود رہ گیا۔ حضرت مفتی اعظم نے جوش میں آ کر اسے گھسیٹنا شروع کیا مگر وہ موٹا تھا۔ ٹس سے مس نہ ہوا پھر اس مجمع میں جو کھیا وغیرہ قسم کے تھے وہ قریب آ گئے اور کہنے لگے مولوی جی اسے چھوڑ دو اب ہماری سمجھ میں آ گیا کہ تمھارا مذہب حق ہے اور اس کا دھرم باطل۔ ورنہ یہ آگ میں جانے سے نہ ڈرتا اس کے بعد حضرت مفتی اعظم کے ہاتھوں پر سب نے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر سچے پکے مسلمان ہو گئے۔''[۱۴]

حضور مفتی اعظم اور حضور شیر بیشہ اہل سنت کے درمیان دینی و تبلیغی سرگرمیوں کے تعلق سے کس قدر تعلق مضبوط و مربوط تھے اور ان دونوں بزرگوں کے درمیان ایک دوسرے کے تئیں کس قدر جذبۂ الفت و محبت تھا اس تعلق سے اس زمانہ کے اخبارات و مجلّات بھرے پڑے ہیں۔ اس کی تفصیل تو اپنے مقام پر دیکھی جا سکتی ہے۔ تاہم اتنا مسلم ہے کہ فتنۂ ارتداد کو روکنے کے لیے جن اکابر علما نے جی جان سے حضور مفتی اعظم کا ساتھ دیا ان میں حضور شیر بیشۂ اہل سنت کا نام سرفہرست ہے۔ مفتی اعظم نامی کتاب کے مصنف نے اس مہم میں حضور مفتی اعظم کے ساتھ معاون و انصار کے طور پر جن لوگوں نے کام کیا ہے ان کی فہرست دی ہے۔ اس فہرست میں تیسرے نمبر پر حضور شیر بیشۂ اہل سنت کا نام نامی اسم گرامی درج ہے۔''[۱۵]

شدھی تحریک کے علاوہ تقسیم ہند کے موقع سے بھی حضور مفتی اعظم اور حضور شیر بیشہ اہل سنت کے افکار و نظریات میں اچھی طرح ہم آہنگی محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس موقع سے پورے برصغیر میں قتل و غارت گری اور کشت و خون کا ماحول تھا۔ مسلمان اپنے مقابر، مساجد، مدارس اور خانقاہوں کو چھوڑ کر پاکستان جا رہے تھے۔ عجیب افرا تفری کا عالم تھا۔ پاکستان بنے یا نہ بنے اور بنے تو کیسا بنے؟ اس مسئلہ کو لے کر سیاسی پارٹیوں میں انتشار تو تھا ہی، علما بھی باہم دست و گریباں تھے۔ علماے دیوبند کانگریس کے حامی تھے اور علماے اہل سنت کے بیشتر حضرات مسلم لیگ کے حامی تھے اور بعض حضرات وہ بھی تھے جو سیاسی اعتبار سے کسی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ البتہ ایک امر جس پر تمامی علماے اہل سنت کا اتفاق تھا وہ تھا پاکستان کا قیام۔ علماے اہل سنت میں جو لوگ مسلم لیگ کے اصولوں کے مخالف تھے ان میں حضور شیر بیشہ اہل سنت کا نام سرفہرست ہے اور بہ قول مفتی شریف الحق امجدی ان کے اختلافات کی بنیاد یہ باتیں تھیں۔

۱- ہندوستان میں مسلمان اہل سنت کی اتنی غالب اکثریت تھی کہ اگر ان کو منظم کر کے کوئی تحریک چلائی جاتی تو کوئی بھی پارٹی ان کے سامنے نہیں آ سکتی تھی۔

۲- مسلم لیگ میں ہر فرقہ کے لوگ شامل تھے بل کہ اقتدار اعلیٰ بالکلیہ گم راہ فرقوں کے ہاتھ میں تھا۔ لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح خود پیدائشی خوجہ رافضی تھے۔ یہ نہ اسلام کے اصول جانتے تھے نہ فروغ کو حتیٰ کہ اردو بھی نہیں جانتے تھے۔

۳- باوجود قدرت اور وسعت گم راہ فرقوں کی ماتحتی قبول کرنا تو دور ہے ان کے ساتھ میل جول خلط ملط بھی جائز نہیں۔ یہ مسئلہ اتنا واضح ہے کہ علما تو علما دین دار عوام بھی اس کو جانتے ہیں۔

۴- لیگی مسٹر جناح سے اتنے مرعوب تھے کہ ان کی بڑی سے بڑی غلطی پر بھی ٹوکنے کی ہمت نہیں تھی۔

۵- جلسوں اخباروں میں مسٹر جناح کو سیاست کا نبی اور قانون کا پروردگار کہا گیا، مگر کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے کہنے والے کو ٹوک سکے۔

۶- مسٹر جناح نے اعلانیہ یہ کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جلسوں میں عورتوں کی شرکت سے عوام کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے اس لیے ہم کو چاہیے کہ عورتوں کو بھی اپنے دوش بدوش جلسوں میں شریک کریں۔

۷- مسٹر جناح نے پاکستان کے بارے میں صاف اعلان کردیا کہ غیر مذہبی جمہوری حکومت ہوگی۔

۸- جو مسلمان ہندو اکثریت کے صوبوں میں رہ جائیں گے ان کے لیے جو خطرات تھے وہ اس وقت بھی سب کو معلوم تھے مگر ان کے حل کے لیے مسلم لیگ نے کچھ نہیں سوچا جس کو یوں کہا جاسکتا ہے کہ انھیں صرف اپنے جان و مال اور اپنے اقتدار کی دھن تھی اور کروڑوں مسلمانوں کی انھیں کوئی فکر نہیں تھی۔[۱۶]

یہی وہ بنیادیں تھیں جن کی بنا پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین تاج العلما مولانا شاہ محمد میاں صاحب قدس سرہ مسلم لیگ کے شدید مخالف تھے۔ نیز ان لوگوں کو علماے اہل سنت سے جو مسلم لیگ کے کٹر حامی تھے یہ شکایت بھی تھی کہ وہ مسلم لیگ کی رو میں بہہ رہے ہیں اور مسلم لیگ جس غلط راستے پر جارہی ہے اور جو نقصان عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مسلمانانِ اہل سنت کو پہنچ رہا ہے، اس پر دھیان نہیں دیتے۔ شیر بیشۂ اہل سنت اور حضرت تاج العلما کا ان علماے اہل سنت سے یہ مطالبہ تھا کہ ان پر واجب ہے کہ بلاخوف لومۃ لائم احقاق حق فرمائیں اور مسلم لیگ کی خلاف شرع باتوں کو رد کریں اور عام مسلمانوں کو مسلم لیگ کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں۔ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں ستر باادب سوالات دینیہ اور دوسرے رسائل ہیں۔ ستر باادب سوالات دینیہ نہ تو فتویٰ ہے اور نہ ان حضرات کے خلاف کوئی رد، یہ بڑے ہی نیازمندانہ انداز میں ان حضرات کی بارگاہ میں معروضات ہیں لیکن کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے اپنی ذاتی منفعت کے لیے اس کو بہت غلط رنگ میں پیش کیا۔ پھر ساتھ ہی ساتھ ع بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستاں کے لیے''۔ دونوں طرف بے بنیاد باتیں بھی پہنچائی گئیں جس کے نتیجے میں برسہا برس تک بیشتر افراد ایک دوسرے سے لاتعلق اور جدار ہے۔ اس سلسلے میں مفتی اعظم کا موقف کیا تھا اور ان کا نظریہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت کے نظریات سے کس درجہ ہم آہنگ تھا۔ اس کا اندازہ ذیل کے فتویٰ سے لگایا جاسکتا ہے اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے راقم کا مقالہ ''مفتی اعظم افق سیاست پر'' اور کتاب ''علماے اہل سنت اور تحریکِ پاکستان'' جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے کا مطالعہ مفید ہوگا۔[۱۷] مفتی اعظم مسلم لیگ کے تعلق سے اپنا موقف واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لیگ بدمذہبوں اور بددینوں پر مشتمل ایک جماعت ہے جس میں اہل سنت برخلاف حکم شرع داخل ہو گئے ہیں اور از آں جا کہ اس کے کرتا دھرتا لوگوں میں بددین ہیں وہ بدمذہبوں کی ہی ایک کھچڑی ہے یہ اس ندوے کی طرح ہے جس کا فتنہ تقریباً پچاس سال پہلے سے رونما ہے جس کے رد میں علماے اہل سنت خصوصاً امام اہل سنت مجدد دین و ملت نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں اور ملک بھر میں شائع کیں برسہا برس تو جس کا تحریری و تقریری رد فرمایا گیا اور مسلمانوں کو اس سے بچایا گیا ہرگز ہرگز اس کی رکنیت اس کی امداد و اعانت اور اس کے جلسوں میں شرکت نہ کی جائے۔ مجھ پر افترا و بہتان ہے کہ میں نے کبھی زبانی یا تحریری فتویٰ اس کی امداد و اعانت کے جواز کا دیا ہے۔[۱۸]

حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔"١٨

قیام پاکستان کے تعلق سے علماے اہل سنت کے دونوں گروپوں کے دلائل کیا تھے اور وہ کس قدر مستحکم تھے اس پر یہاں کوئی تبصرہ مقصود نہیں لیکن جو علما کا سنجیدہ طبقہ تھا وہ شدت سے اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ علماے اہل سنت کے درمیان مسلم لیگ کی حمایت و اعانت کو لے کر جو نظریاتی اختلافات ہو گئے ہیں وہ دور ہوں اور آپس میں وداد و محبت کی فضا ہموار ہو۔ چنان چہ اس سلسلہ میں حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی اور حضور مفتی اعظم کے اعلیٰ تدبر اور کریمانہ و مشفقانہ رویہ کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جس نے علماے اہل سنت کے آپسی اختلافات کو دور کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور یہ اہم کام ١٩٥٠ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے مبارک موقع سے ہوا۔ اس موقع سے حضور مفتی اعظم نے جس مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔ اراکین مرکزی انجمن صداقت رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ چھاپہ محلہ بمبئی نمبر۔٣، نے اسے بشارت عظمیٰ کے نام سے شائع کر کے عوام و خواص میں تقسیم کیا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

بشارت عظمیٰ

یا معشر اھل السنۃ لکم البشری فی الدنیا والاخرئ بحق لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ۔

الحمد للہ تعالیٰ بموقع عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نعمت صلح و اتفاق سے خرسند دل ہوئے، برسہابرس کے بچھڑے ہوئے دل مل گئے۔ اصلاح ذات بین بروجہ کامل ہوے، تنافر و تباغض کافور اور مودت حاصل ہوئی۔ جسے جس کے ساتھ بدگمانی تھی اور جو کسی کو غلط فہمی تھی وہ زائل ہوئی۔ اطمینان قلب کے لیے بعض تحریریں ہوئیں۔ یہ ہوتے ہی اس طرح سے لوگ ایک دوسرے سے مل گئے جیسے کبھی جدائی ہوئی نہ تھی۔ مولیٰ تعالیٰ اس اتفاق کو روز افزوں ترقی عطا کرے، یہ میل ہمیشہ رہے اور دشمنوں کی نظر بد سے محفوظ رہے۔ جناب حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والے ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ صداقت و جناب حاجی نور محمد عبدالستار پٹیل صدر انجمن تبلیغ صداقت ساکنان بمبئی کی مساعی جمیلہ مشکور ہوئیں۔ مولانا حشمت علی صاحب سلمہ اور کچھوچھہ شریف، مرادآباد و سنبھل کے حضرات کے درمیان صفائی ہوگئی ہم میں آپس میں کسی کی کسی سے کوئی لڑائی نہ رہی مسلمان اس خبر سے مسرور ہوں اور دعائے خیر کرتے رہیں کہ بعض حضرات جو باقی رہ گئے ہیں کہ عرس شریف میں شریک نہ ہو سکے ان سے بھی بالخیر صفائی باحسن وجوہ ہو جائے اور پھر سب کو توفیق عطا ہو کہ سب مل کر دین و مذہب کی خدمت انجام دیں۔ پھٹے پھٹے نہ رہیں۔ آپس میں تنظیم کریں، بددینوں، بدمذہبوں کی نکایت اور سنت کی حمایت کرتے رہیں۔

فقط فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ بریلی شریف بروز دوشنبہ مبارکہ ٣٠ رصفر مظفر ١٣٧٠ھ مطابق ١١ ردسمبر ١٩٥٠ء ١٩

حضور مفتی اعظم اور حضور شیر بیشۂ ال سنت کے درمیان باہمی روابط زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہے۔ ایک مرتبہ حضور شیر بیشۂ اہل سنت کولاہر پور ضلع سیتاپور میں مناظرہ کے لیے جانا تھا اور مناظرہ غالباً تحذیر الناس کی کفری عبارت پر تھا جس میں مولوی محمد قاسم نانوتوی نے لکھا کہ "اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا

چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"۲۰ تحذیر الناس کی کفری عبارتوں پر امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے حاشیہ لکھا تھا، اسی کتاب کے لیے جب حضور شیر بیشۂ اہل سنت نے حضرت مولانا ملک نیاز احمد قادری کان پوری کو حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بریلی شریف بھیجا تو مفتی اعظم نے اس کتاب کو اپنی لائبریری میں بہت تلاش کیا مگر کتاب نہ ملنی تھی نہ ملی۔ جب دو یوم کتاب تلاش کرتے ہوئے گزر گئے اور کتاب نہ ملی تو مفتی اعظم نے حضرت مولانا ملک نیاز احمد صاحب سے فرمایا کہ جا کر مولانا حشمت علی سے کہہ دیجیے کہ کتاب تو نہیں ملی مگر میرے لہو کا ہر قطرہ ان کے لیے حاضر ہے۔

پوری دنیائے سنیت جانتی ہے کہ حضور شیر بیشۂ اہل سنت کا وصال ۸ محرم الحرام کو ہوا تھا لیکن حضور مشاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانی معلوم ہوا کہ عرس اعلیٰ حضرت کے قریب ۲۱، ۲۲، ۲۳ صفر المظفر کو عرس حشمتی کی تاریخ زائرین کی سہولت کے لیے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے کہنے سے ہی متعین کی گئی۔

حضور مفتی اعظم حضور شیر بیشۂ اہل سنت کو ان کی گوناگوں صلاحیتوں کے باعث کس قدر دل سے چاہتے تھے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور مفتی اعظم کی مجلس میں مجددیت پر بحث ہو رہی تھی اکابر علما موجود تھے سب لوگ مجدد کی تعریف میں اپنے دلائل دے رہے تھے۔ جب حضور شیر بیشۂ اہل سنت کی باری آئی تو آپ نے فرمایا کہ مجدد وہ ہے جو کام نبوت کا کرے مگر نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ امتی ہو کر نبی کی نیابت کا فریضہ انجام دے۔ اس جامع تعریف سے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور اٹھ کے حضور شیر بیشۂ اہل سنت کو اپنے گلے سے لگا لیا۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ شیر بیشۂ اہل سنت کی دینی و علمی خدمات سے متاثر ہو کر جو آداب و القاب آپ کی شان میں استعمال کیے ہیں وہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ جتنے القاب حضور مفتی اعظم نے آپ کی شان میں استعمال کیے ہیں سب کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں لیکن حضور مفتی اعظم کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ "مظہر اعلیٰ حضرت" نے جس طرح عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کی وہ بیان سے باہر ہے۔ حضور شیر بیشۂ اہل سنت کے لیے اس لقب کا استعمال حضور مفتی اعظم نے ان کے فرزند ارجمند حضور مشاہد ملت مولانا شاہ محمد مشاہد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کو اپنے قلم سے خلافت نامہ تحریر کرتے وقت فرمایا تھا۔ آج بھی حضور مشاہد ملت کے خلافت نامہ میں حضور شیر بیشۂ اہل سنت کے لیے "مظہر اعلیٰ حضرت" کا لفظ نمایاں ہے جسے اہل علم دیکھ سکتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم سے حضور شیر بیشۂ اہل سنت کا تعلق زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہا اور مفتی اعظم نے بھی اس تعلق کو بہ حسن و خوبی اپنی زندگی تک نبھایا اگر کسی موقع سے کسی مسئلہ کو لے کر آپس میں شکر رنجی ہوئی بھی تو حقیقت آشکار ہونے پر وہ جلد ہی کافور ہو گئی اور دلوں کا اس طرح تصفیہ ہو گیا جیسے کبھی کوئی بات تھی ہی نہیں۔ قیام پاکستان کے بعد جب علمائے اہل سنت کے درمیان آپس میں مصالحت ہو گئی تو مفتی اعظم نے اپنی علالت کے موقع پر خود اپنے خصوصی معالج کو پیلی بھیت روانہ فرمایا۔ حضرت مولانا محمد حسن میلسی پاکستان لکھتے ہیں:

> "شہزادہ اعلیٰ حضرت، مخدوم اہل سنت، حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف نے اپنے خصوصی معالج جناب محترم حکیم مرتضیٰ خاں صاحب بریلوی کو اپنی طرف سے شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ کے علاج کے لیے پیلی بھیت روانہ فرمایا اور نہ صرف یہ بلکہ قیام پاکستان کے بعد جب